بسم اللہ الرحمن الرحیم وبہ نستعین

اداریہ

الفقہ السیاسی ۔ انتخابی معرکہ ۔ اور ہوم ورک

پاکستان میں آج کل ہر طرف شورِ انتخابات ہے، یعنی قومی و صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات، اور اگر یہ بخیر و خوبی ہوگئے تو پھر وزرائے اعلیٰ، وزیرِ اعظم اور سینیٹ کے انتخابات ہوں گے۔

اخبارات میں انتخابات کے حوالہ سے ہر روز نئی خبریں پڑھنے کو مل رہی ہیں، مضمون نگار اور کالم نویس مختلف خیالات و خدشات کا اظہار کر رہے ہیں، سیاسی جماعتوں کے قائدین کی باہمی مشاورت و مجالست کی خبریں بھی نمایاں ہیں اور مستقبل میں بننے والی اسمبلیوں کے اختیارات اور طریق کار پر بھی باتیں ہو رہی ہیں، آنے والے وقت میں ملکی نظام کے حوالہ سے بھی چہ مہ گوئیاں عام ہیں کہ یہ اسلامی جمہوری ہوگا، سیکولر ہوگا یا کچھ اور......... اس کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان اور اس کا سرکاری مذہب اسلام ہی رہے گا یا............... ؟ نیز یہ کہ یہ دو قومی نظریہ کا مزید متحمل ہو سکے گا یا اس سے خلاصی حاصل کر لے گا.......... اس کا آئین نئی تبدیلیوں کے بعد کوئی نئی صورت اختیار کرے گا یا اسے یکسر منسوخ کر کے ملک کو کسی نئے آئینی بحران کا سامنا کرنا ہوگا؟

بہت سے دیگر سوالات بھی ہیں جن سے قوم کو ایک ذہنی انتشار سے دوچار کیا جا رہا ہے۔ ایک طے شدہ فارمولے کے مطابق جن لوگوں کو حکومت کرنی ہے اور جنہیں اقتدار سونپا جانا ہے وہ ان سوالات سے بے نیاز نظر آتے ہیں، پریشان ہے تو صرف وہ طبقہ جسے ملک سے ہمدردی، اسلام سے وابستگی اور اپنے عقیدہ و نظریہ کے تحفظ کی فکر دامن گیر ہے۔ اس طبقہ کو منجملہ دیگر سوالات کے ایک سوال جس پر سنجیدگی سے اس وقت غور کرنا ہے وہ یہ ہے کہ :

انتخابی معرکے میں اترنے سے قبل کیا ہوم ورک مکمل کر لیا گیا ہے ؟

میں نے چند پرجوش سیاسی کارکنوں سے یہ سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ ہوم ورک کیسا ؟! انتخابات تو پیسے کا کھیل ہے جس پارٹی کے پاس پیسہ ہوگا وہ پیسہ پھینکے اور تماشہ دیکھے گی۔ ایک مذہبی جماعت کے صفِ اول کے ایک رہنما سے میں نے یہی سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ ہوم ورک ہم درویشوں کا کیا ہوتا ہے ؟! ہم تو درویش لوگ ہیں اقتدار میں آگئے تو دیکھیں گے کیا کرنا ہے۔

ایک اور مذہبی سیاسی جماعت کے ایک سرکردہ رہنما سے میں نے پوچھا کہ فرض کیجئے آئندہ انتخابات

میں آپ کی پارٹی جیت جاتی ہے اور اسے حکومت ملتی ہے تو آپ کے پاس ملکی نظام چلانے کے حوالے سے کوئی پہلے سے تیار شدہ پیپر ورک ہے ؟ تو انہوں نے میرے سوال کا بڑے پر اعتماد انداز سے جواب دیتے ہوئے فرمایا : اول تو ہمیں اقتدار ملنے کا نہیں، اور اگر ایسا ہو بھی جائے تو سر دست تو ہم اسی نظام کو چلائیں گے جو پہلے سے چل رہا ہے پھر دیکھیں گے کیا کرنا ہے۔

ایک تیسری مذہبی سیاسی قوت کے ایک اہم رہنما سے میں نے یہی سوال کیا تو انہوں نے کہا : ہماری پارٹی کو تو نہیں البتہ ہمارے ممکنہ الائینس کو اقتدار مل جائے یہ خارج از امکان نہیں مگر ہم نے تاحال کوئی ایسا ہوم ورک نہیں کیا کہ جس کے بارے میں ہم یہ کہ سکیں کہ ہم برسر اقتدار آئے تو اسے شق وار نافذ کر دیں گے .... اس پر تو ورک کرنا ہوگا۔

ملک کی اکثر و بیشتر مذہبی سیاسی جماعتوں کا حال یہی ہے کہ اول تو انہیں اقتدار ملنا محال ہے اور اگر مل بھی جائے تو ان کے پاس کوئی تیار شدہ ماڈل نہیں جسے وہ فوری طور پر نافذ کرنے کے قابل ہوں۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ ہم قرآن و سنت کا نظام نافذ کریں گے .... یہ محض جذباتی نعرہ ہے اور اپنی اپنی جماعت اور پارٹی کے کارکنوں کو خوش اور مطمئن کرنے کی خاطر لگایا جاتا ہے ۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ جس پارٹی کو یقین ہو کہ اقتدار اسے کسی صورت نہیں مل سکتا ہاں البتہ اس کے مرکزی قائدین میں سے دو ایک کو شاید پارلیمنٹ میں پہنچنے کا موقع مل جائے تو وہ پارٹی ایک قابلِ عمل اور موثر اسلامی نظام کا ڈھانچہ مرتب کرنے کرانے کے جھنجھٹ میں آخر کیوں پڑے گی ؟

میں سمجھتا ہوں کہ کسی دینی سیاسی جماعت کے پاس کوئی جامع نظام سیاست نہ ہونے کی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ شاید قیام پاکستان کے بعد سے اب تک ۔ الفقہ السیاسی ۔ پر کسی قابل ذکر تحقیقی کام کا فقدان بھی ہے ۔ اکثر و بیشتر مذہبی سیاسی جماعتیں یا مذہبی لیڈروں کے زیر اثر چلنے والے پریشر گروپس دراصل حادثاتی پیداوار ہیں۔ اور نظریاتی بنیادوں پر ایک مقصد و مشن کے تحت قائم ہونے والی کوئی مذہبی سیاسی جماعت اس لئے " الفقہ السیاسی "پر کوئی کام نہیں کر سکی کہ اس کے پاس شعلہ بیاں مقررین، پر جوش نعرہ زن، اور مصنوعی دماغی صلاحیتوں کے مالک مفکرین (Artificial intelligent Scholars) کی تو کمی نہیں مگر حقیقی تعمیری فکر کے مالک دماغ (Intellectuals) ناپید ہیں۔ یہاں مذہبی سیاسی شعبدہ بازی کے کاریگر اور مداری تو بہت ہیں

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

مگر جاں سوزی سے ہوم ورک کر کے دینے والے افراد مفقود ہیں۔ درسگاہوں اور خانقاہوں میں جو کام ہو رہا ہے وہ بھی فقہ العبادات اور کسی حد تک فقہ المعاملات ہی کے دائرہ میں آتا ہے فقہ السیاسیات پر نہ تو وہاں کوئی نظامِ تعلیم و تربیت ہے اور نہ ان سے باہر۔ ایسے حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ انتخاب و اقتدار کی جنگ میں شرکت سے قبل فقہِ سیاسی کے حوالہ سے ضروری ہوم ورک مکمل کیا جائے۔ اکابر و اسلاف نے اگرچہ اس پر کچھ کام کیا مگر وہ ان کے دور کی ضروریات و مقتضیات کے مطابق تھا اس میں ہمارے لئے گائیڈ لائن تو ہے مگر اب ہمیں اسے اپنے دور کی ضروریات و مقتضیات کے مطابق تشکیل دینا ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت کسی پارٹی کے پاس سیاسی فقہ پر کوئی جامع پلان نہیں اور نہ کوئی جدید رہنما کتاب۔ اکابر و اسلاف نے جو کام اس موضوع پر کیا اس میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الخراج، امام محمد بن حسن الشیبانی کی السیر الکبیر، امام ابو عبید قاسم بن سلام کی الاموال، علامہ الماوردی کی الاحکام السلطانیہ، الماوردی کی ہی قوانین الوزارۃ، اور ادب القاضی، ابو المعالی امام الحرمین الجوینی کی غیاث الامم، ابن تیمیہ کی السیاسۃ الشرعیہ، ابن القیم کی الطرق الحکمیہ فی السیاسۃ الشرعیہ، ابن جماعہ کی تحریر الاسلام فی تدبیر اہل الاسلام وغیرہ وہ قدیم اسلامی مصادر و مراجع ہیں جو الفقہ السیاسی کا اثاثہ و سرمایہ ہیں۔

اگر اسے دخل در معقولات نہ قرار دیا جائے تو راقم کی ناقص رائے میں اس وقت مفتیان کرام کے کرنے کا کام سیاسی اسٹیج پر علمی نکات بیان کرنے سے زیادہ مسند علمی پر جم کر بیٹھنے اور السیاسۃ الشرعیہ الجدیدہ یا الفقہ السیاسی الجدید مرتب و مدون کرنے کا ہے۔ المجلس الفقہی الاسلامی کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ملک و قوم کی خاطر نہیں تو کم از کم اپنی فیض رساں سیاسی جماعت ہی کے لئے ہوم ورک کرلے اور الفقہ السیاسی کے حوالہ سے مجلہ الاحکام العدلیہ کی طرز پر بلکہ اس سے کہیں بہتر ایک وقیع اور قابل عمل پیپر ورک تیار کر کے دے جو ملکی نظام کے حوالہ سے ایک جامع سیاسی فقہی دستاویز ہو۔ اس نازک موقع پر خداوند کریم ہمیں اپنی اپنی ذمہ داریاں سمجھنے اور ان سے عہدہ برا ہونے کی توفیق دے۔ آمین (شاہتاز)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت ہی کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے ☆